روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 25/اکتوبر 2013ء 19 ذوالحج 1434 ہجری 25/اخاء 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 242

سب سے بڑی فضیلت

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تو درگزر کرے۔

(مسند احمد حدیث نمبر15065)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں۔

میں نے سیرت کے مختلف مقامات پر بعض واقعات کو درج کیا ہے اور دکھایا ہے کہ حضرت مسیح موعود میں غصہ کی شان نمودار اور نمایاں تھی۔ مگر نہ اس طرح پر کہ جیسے ایک مغلوب الغضب آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کے منہ سے جھاگ گرتی ہے اور دیوانہ وار دوسروں کی جان، مال اور آبرو پر حملہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو غصہ دلانے والی ایک ہی بات تھی کہ شعائر اللہ کی ہتک ہو۔ آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید پر کوئی حملہ ہو۔ اس کے لئے آپ کو غصہ آتا ہے۔ مگر وہ غصہ وحشیانہ رنگ نہ رکھتا تھا۔ بلکہ وہ حمیت و غیرت دینی خودداری اور عزت نفس کے مختلف شعبوں کا مظہر ہوتا تھا جہاں آپ کی اپنی ذاتی چیز کا سوال ہوتا آپ حد درجہ رحیم و کریم اور دل کے حلیم تھے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ حلیم تھے تو اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ غیرت دینی اور حمیت (-) کی صحیح شان کے مظہر تھے اور کبھی اور کسی حالت میں آپ سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوتا تھا۔ جو جوش نفس کا ایک بیجا نتیجہ ہو۔

جب انسان اپنے عادات و جذبات پر حکومت نہیں کر سکتا۔ تو اس کی حالت نہایت مضطربانہ ہوتی ہے۔ اس سے برداشت اور حوصلہ کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ عادتاً ایسے واقع ہوتے ہیں کہ ان میں قوت غضبیہ کا فقدان ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی حلیمی کوئی خلق نہیں کہلاتی جب تک انسان کو ایسے حالات اور واقعات پیش نہ آجاویں۔ جن میں اس کی غضبی قوتوں میں ایک ہیجان اور جوش ہو اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے جذبات پر حکومت کرتا ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود کے خلق، حلم و حوصلہ کی شان بہت بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم ان حالات پر غور کرتے ہیں۔ جو حضور کو پیش آئے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہونے کا دعویٰ کیا...... آپ نے اس تمام مقابلہ میں باوجودیکہ بے حد اشتعال دلایا گیا۔ ضبط اور برداشت کی قوتوں کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اس کے علاوہ آپ کی روزانہ زندگی میں عادتاً ایسی بہت سی باتیں پیش آجاتی تھیں۔ جہاں کوئی شخص بھی صبر اور حوصلہ سے کام ہی نہیں لے سکتا اور جوش اور غضب میں آکر ناگفتنی اور ناکردنی باتیں کر گزرتا ہے۔ مثلاً وقت پر کھانا ہی تیار نہ ہوا تو گھر بھر میں ایک آفت بپا ہے۔ یا بچوں نے شور کرنا شروع کر دیا اور صاحب خانہ کا پیمانہ حلم لبریز ہو گیا وغیرہ۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے مختلف حصوں اور حالتوں پر نظر کرو اور واقعات کا وقت نظر کے ساتھ مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ نفس مطمئنہ مجسم ہیں اور غضب اور غصہ کی وہ قوتیں جو انسان کو اخلاق سے گرا کر نیچے گرا دیتی ہیں۔ آپ سے سلب کر لی گئی تھیں۔ اب میں واقعات کی اور حالات کی روشنی میں آپ کے خلق عظیم کی شان حلم و برداشت کو دکھاتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں: ”آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے۔ دو سال (1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہے۔ عرفانی) کی بات ہے۔ تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ دن کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑ گیا۔ آدھی رات گئے تک سادی اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہو رہے ہیں اور اس میں عادتاً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں۔ حضرت کو معلوم ہوا منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک شب سب کو جمع کر کے کہا۔ آؤ آج ہم تمہیں اپنی کہانی سنائیں۔ ایسی خدا لگتی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوتی تھیں اور جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں اور اس کے بعد وہ سب داستانیں افسانہ یا خواب کی طرح یادوں ہی سے مٹ گئیں۔ ایسے موقعہ پر ایک تندخو مصلح جو کارروائی کرتا اور بے فائدہ اور بے نتیجہ حرکت کرتا ہے کون نہیں جانتا۔ ممکن ہے کہ ایک بدمزاج بدزبان ظاہر میں ڈنڈے کے زور سے کامیاب ہو جائے مگر وہ گھر کو بہشت نہیں بنا سکتا“۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ص431)

آج حضور انور ایدہ اللہ کا

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آج 25۔اکتوبر کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر پاکستانی وقت کے مطابق 7 بجے صبح کی نشر ہوگا۔ احباب جماعت حضور انور کا خطبہ جمعہ خود بھی سنیں اور دوسروں کو بھی استفادے کی تلقین فرمائیں۔

خلیفہ وقت کے

خطبات کی تعمیل

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”خلیفۂ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے یا دوسری باتیں جو کی جاتی ہیں مختلف وقتوں میں ان پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔ جہاں یہ احباب جماعت کو توجہ دلائیں عہدیدار، وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے، اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے۔ فوراً اسے نوٹ کریں اور صدرانِ جماعت کو سرکلر کریں۔ اور پھر باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض اور جماعتیں بھی کرتی ہوں لیکن رپورٹ کا جہاں تک تعلق ہے...... مرکز سے یا میری طرف سے مختلف ہدایات جو جاتی ہیں وہ بھی آپ کا کام ہے کہ فوری طور پر جماعتوں کو پہنچائی جائیں اور پھر اس کا follow up بھی کیا جائے feed back بھی لیا جائے۔“

(روزنامہ الفضل 24 ستمبر 2013ء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

مشعل راہ

عاجزی و اضطراب والی دعا خدا کے فضل کو کھینچتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 22/اکتوبر 2004ء میں حضرت مسیح موعود کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: ''وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تُند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے''۔ (یعنی پانی کا طوفان ہے جو کشتی بن جاتا ہے جو بچانے والی ہے)۔ ''ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ وار از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو۔ اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ''۔ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں اور جھگڑوں سے بچو جو روزمرہ ہر ایک کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ ''دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے۔ اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا یہی وہ خوارق ہے''۔

تو جب تبدیلی پیدا کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی نئی شان دکھاتا ہے۔ فرمایا خدا تو وہی ہے جو پہلے خدا ہے۔ خدا اب نہیں بدلا بلکہ تم لوگوں کی تبدیلی کی وجہ سے تمہارے ساتھ اس کا سلوک بدل گیا ہے۔

فرمایا: ''غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو (۔) نے سکھائی ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 222-224)

(روزنامہ الفضل 30 دسمبر 2004ء)

مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوالات کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

سفارشات مجلس شوریٰ 2013ء کی روشنی میں خطبات جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جوابات کی اشاعت سے قبل آپ اپنے جوابات درج ذیل پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ یہ جوابات درج ذیل ایڈریس پر میل بھی کئے جا سکتے ہیں۔ (nazarat.markazia@gmail.com) 5 بہترین جوابات دینے والے احباب کے نام الفضل میں شائع کئے جائیں گے۔

خطبہ جمعہ 27 ستمبر 2013ء

س: حضور انور نے یہ خطبہ جمعہ کہاں ارشاد فرمایا؟

س: خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور نے اللہ تعالیٰ کے کس فضل کا ذکر فرمایا؟

س: اس جمعہ میں کتنے اور کون کون سے ممالک کے احمدیوں نیز غیر از جماعت نے شرکت کی؟

س: انڈونیشیا میں جماعتی مخالفت کے متعلق حضور انور نے کیا تفصیل بیان فرمائی؟

س: افریقہ کے ایک عالم نے کس بات سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی؟

س: ایمان کی مضبوطی کے حوالہ سے حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

س: ملائیشیا میں ایک عیسائی پادری نے لفظ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا کہا؟

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں ملائشیا کی عدالت کے کس فیصلہ کا ذکر فرمایا؟

س: ملائیشیا کی عدالت کے مذکورہ فیصلہ کے ضمن میں حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں مومن کی مثال کس سے دی ہے؟

س: سنگاپور کی حکومت کے کس اچھے اقدام کو بیان فرمایا؟

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں ایک احمدی کی کیا بنیادی ذمہ داری بیان فرمائی؟

س: احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کس طرح شکر گزار ہونا چاہئے؟

س: حضور انور نے MTA کی اہمیت کے بارہ میں کیا بیان فرمایا؟

س: حضرت مسیح موعود نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی وضاحت میں کیا بیان فرمایا؟

س: حضرت مسیح موعود نے قرآنی دعا اصلح لی فی ذریّتی کی تفسیر میں کیا بیان فرمایا؟

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں ہمیں اپنے کن امور میں جائزے لینے کے متعلق فرمایا؟

خطبہ جمعہ 4/اکتوبر 2013ء

س: حضور انور نے یہ خطبہ جمعہ کہاں ارشاد فرمایا؟

س: جلسہ سالانہ کی بنیاد کب رکھی گئی اور کتنے افراد شامل ہوئے؟

س: حضرت مسیح موعود نے جلسہ سالانہ کی اہمیت کے حوالہ سے کیا ارشاد فرمایا؟

س: حضور انور نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کی دلیل کے طور پر کس طرح بیان فرمایا؟

س: حضرت مسیح موعود نے جلسوں میں شمولیت کے کیا مقاصد بیان فرمائے ہیں؟

س: حضرت مسیح موعود نے تقویٰ کی کیا تعریف بیان فرمائی نیز نفس امّارہ سے کیا مراد ہے؟

س: حضرت مسیح موعود نے انسانی قویٰ سے کام لینے کے ضمن میں کیا بیان فرمایا؟

س: نماز کی اصل غرض اور مغز کیا ہے؟

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں توبہ کی کیا شرط بیان فرمائی؟

س: حضور انور نے حضرت مسیح موعود کا عاجزی اور انکساری کے متعلق کون سا اقتباس بیان فرمایا؟

س: حضور انور نے تمسخر سے اجتناب کے متعلق حضرت مسیح موعود کا کیا ارشاد پیش فرمایا؟

س: تنگی اور سختی سے پرہیز نیز استقامت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود نے کیا فرمایا ہے؟

س: حضرت مسیح موعود نے نفس کی کتنی اقسام اور ان کی کیا تشریح بیان فرمائی ہے؟

س: حضرت مسیح موعود نے ایمان کا کیا طریق بیان فرمایا؟

س: (دین حق) کی کراماتی کا کیا ثبوت ہے؟

س: حضرت مصلح موعود نے ناصرات کی تنظیم کی بنیاد کب رکھی اور اس کی پہلی صدر کون تھیں اور پہلی سیکرٹری کس کو مقرر فرمایا؟

س: ناصرات الاحمدیہ تنظیم کے قیام کا پس منظر بیان فرمائیں؟

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

تعلیم الاسلام کالج کی روایتوں کا بیان

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کینیڈا کے سالانہ ڈنر کے موقع پر پڑھا گیا

تعلیم الاسلام کالج محض ایک کالج نہیں تھا اپنی ذات میں ایک روایت تھا جس میں دینی تربیت اور دنیاوی تعلیم کے عناصر آپس میں گندھے ہوئے تھے۔ ان کا خمیر اخلاص ومحبت، وضع داری وحمیت، قربانی و غریب پروری، مساوات و مسابقت، علمیت و روحانیت اور انسانیت وشرافت کے خمیر سے اٹھا تھا۔ اس ادارہ کا لائحہ عمل یعنی ماٹو علم وعمل تھا۔ اس ادارہ میں چھوٹے بڑے اونچے نیچے امیر غریب کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ ہر طالب علم طالب علم تھا اور ہر استاد استاد۔ ہر وجود کو اپنے مرتبہ اور ذمہ داری کا احساس تھا طلباء، کواس بات کا کہ وہ طالب علم ہیں اور ان کی اولین ترجیح تعلیم ہے اساتذہ کواس بات کا کہ وہ استاد ہیں اور ان کی اولین ذمہ داری طلباء کو علم کی روشنی سے منور کرنا ہے اور ان کے تربیتی امور کی نگرانی کرنی ہے۔ غالباً یہ ملک کا پہلا اور آخری ادارہ تھا جہاں کبھی ہڑتال نہیں ہوئی۔ کبھی اساتذہ اور طلباء میں اختلاف نہیں ہوا حالانکہ عقیدہ کے لحاظ سے اس کالج میں اور خاص طور سے فضل عمر ہاسٹل میں اکثریت ایسے طلبا کی ہوتی تھی جو جماعت کے عقائد سے متفق نہیں تھے۔ اس کالج میں کبھی سر پھٹول کے واقعات نہیں ہوئے حالانکہ اس کالج میں بھی جذباتی نوجوان پڑھتے تھے اور نوجوانوں میں جھگڑے ہونا نوجوانی میں لابدی ہوتے ہیں۔ کالج میں دھڑے بندی بھی نہیں ہوئی حالانکہ اس کالج میں بھی مختلف سوسائٹیوں اور یونین کے انتخابات ہوتے تھے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کالج میں انسان ہی پڑھتے تھے اور انسان ہی پڑھاتے تھے، اور انسان غلطی کا پُتلا ہے۔ (ہمارے ایک استاد اسے پَتلا پڑھا کرتے تھے)۔ میں اس مضمون میں ان اسباب کا جائزہ لینا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے یہ سب باتیں ممکن ہوئیں۔ آپ مجھ سے اختلاف کرنے کا حق رکھتے ہیں اور میں جو کچھ عرض کرنے جارہا ہوں وہ حرف آخر نہیں ہے۔

اس کالج کی بنیاد قادیان جیسے قصبہ میں پڑی جو جماعت احمدیہ کا مرکز تھا۔ جس کی فضا میں اخلاص و وفا داری کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔ وہاں علم کی بڑی قدر تھی۔ ہر عالم کو سرآنکھوں پر جگہ دی جاتی تھی۔ ہمیں یاد ہے قادیان میں فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح ہوا تو ہندوستان کے اس وقت کے مشہور ترین سائنس دان سرشانتی سروپ بھٹنا گر تشریف لائے۔ یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالج کے ایک بلاک میں قائم کی گئی تھی۔ سارا قادیان اس بے پناہ سائنس دان کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑا یوں لگتا تھا جیسے کسی میلہ کا سماں ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ سرشانتی سروپ سائنس کے میدان میں دنیا بھر کے جانے پہچانے سائنس دان تھے۔ اگلے روز سکول میں ہر ساتھی دوسرے ساتھی سے یہی سوال کرتا نظر آیا کہ کیا اس نے سرشانتی سروپ کو دیکھا ہے؟ اس ماحول میں رہنے اور پلنے والے بچے علم کے ساتھ وابستہ ہوجاتے ہیں تو کیا اس ماحول میں پیدا ہونے اور قائم ہونے والا ادارہ اس جذبہ سے متاثر نہ ہوتا؟ اس ادارہ سے فارغ التحصیل طلباء میرے سامنے بیٹھے ہیں کیا آپ نے اپنے ادارہ کو عالموں کی قدر کرتے نہیں دیکھا؟ کیا آپ کے ادارہ میں چوٹی کے سائنسدان، اعلیٰ پایہ کے دینی اور دنیاوی علماء، مؤرخین، مصنفین، مانے ہوئے ادیب اور مشہور شاعر اور کھلاڑی نہیں آتے رہے اور آپ ان سے مستفیذ نہیں ہوتے رہے؟ اور یہ علماء صرف علم کے ناطے سے بلائے جاتے رہے ان کا عقیدہ یا ان کی وطنیت اس کا باعث نہیں تھی۔ مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو کہ روس کے سائنس دان ان دنوں ربوہ بلائے گئے اور آئے جن دنوں روس کا نام لینا بھی گناہ تھا۔ مجھے تو اس روسی سائنس دان کی یہ بات بھی یاد ہے کہ ”مجھے اس ادارہ کے در و دیوار سے علم دوستی کی خوشبو آرہی ہے۔“ اس ادارہ نے ایسے ملک کے سائنس دان کی عزت افزائی کی جو خدا کا ہی منکر تھا اور اسی ملک نے خلائی سائنس میں پہلی کامیابی حاصل کی یعنی ہمارا ادارہ علم کے معاملہ میں اتنا فراخ دل تھا۔ کہ حکم ہے اطلبوا العلم ولو کان بالصین! قادیان میں سرشانتی سروپ بھٹنا گر آتے تھے۔ ربوہ میں روس امریکہ برطانیہ کے سائنس دان اٹلی اور یورپ کے مستشرقین۔ عجیب ادارہ تھا اور عجیب لوگ تھے اور ایسے ملک میں قائم تھا جہاں کے لوگ علم کے معاملہ میں اتنے کوتاہ دست اور تنگ نظر ہوگئے ہیں کہ اپنے نوبیل انعام یافتہ شخص کے وجود کو بھی اپنے تعصب میں تسلیم نہیں کرتے۔ میں آپ کو کیا بتا رہا ہوں؟ یہ کہ تعلیم الاسلام کالج جتنا علم اور عالموں کا قدردان تھا اتنا ہی علم حاصل کرنے والوں کا بھی قدردان تھا اس قدردانی سے میں بھی متمتع ہوا اور آپ میں سے ہر کوئی متاثر ہوا ہوگا۔

اس ادارہ کی پہلی روایت علم کی قدردانی تھی۔ اب میں سامنے کی مثال دیتا ہوں۔ تعلیم الاسلام کالج ایسا ادارہ تھا جس کے نوے فیصد طالب علم کسی نہ کسی طور سے کالج کے مالی طور پر احسان مند تھے کسی کی آدھی فیس معاف تھی کسی کی پوری فیس معاف تھی کسی کو پانچ روپے وظیفہ ملتا تھا کسی کو دس روپے۔ کسی کا ہاسٹل کا کھانا مفت تھا کسی کو ہاسٹل کی رہائش مفت تھی اور اس رعایت کے لئے کسی کا عقیدہ نہیں پوچھا جاتا تھا۔

پرنسپل صاحب طلباء پر اس درجہ مہربان تھے کہ جرمانہ کرنے والے فراخ دلی سے جرمانے کرتے رہتے تھے اور پرنسپل صاحب اس سے بھی زیادہ فراخ دلی سے جرمانے معاف کردیتے تھے حتیٰ کہ استاذی المکرّم محبوب عالم خالد صاحب نے پرنسپل صاحب سے شکوہ کیا کہ ہم جرمانہ کرتے ہیں آپ معاف کردیتے ہیں اس طرح تو کالج کا انتظام گڑبڑ ہو جائے گا۔ پرنسپل صاحب نے نہایت خوبصورت جواب دیا کہ اگر اللہ میاں نے میرے دل میں طلباء کے لئے رحم ڈالا ہے تو میں ایسا کیوں نہ کروں؟ ہر قسم کی رعایت دینے میں پرنسپل صاحب کی اتنی فراخ دلی دیکھ کر کالج کے ایک مشہور طالب علم نے جو ابھی پچھلے برس رہگزائے بقا ہوئے ہیں ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو درخواست گزاری کہ ”میں صبح اٹھنے کا عادی نہیں ہوں اس لئے ازراہ کرم مجھے صبح کی نماز میں حاضری معاف کی جائے“ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے وہ درخواست پرنسپل صاحب کو بھجوادی۔ پرنسپل صاحب نے ناراض ہونے کی بجائے اس درخواست پر لکھا کہ ”میں اللہ رسول کے حکم کی معافی دینے والا کون ہوتا ہوں؟ آئندہ سے احتیاط کروں گا کہ آپ کی نماز سے غیر حاضری کے جرمانے معاف نہ کروں۔“

یہ بات تو برسبیل تذکرہ سامنے آگئی۔ غریب طلبا کی امداد کرنے کے لئے کالج کی ایک پالیسی تھی وہ میں عرض کرتا ہوں۔ پالیسی یہ تھی اگر امتحان میں چھ سو نمبر لینے والے طلباء وظیفہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں تو کئی ایسے بھی ذہین طلباء ہوتے ہیں جو پانچ سو ننانوے یا پانچ سو اسی نمبر لیتے ہیں ان کو وظیفہ نہیں ملتا۔ اکثر ایسے ہوتے ہیں جو کالج کی پڑھائی کا سلسلہ جاری ہی نہیں رکھ سکتے۔ کالج ایسے طلباء کو تلاش کرکے انہیں وظیفہ دیتا تھا کہ ان کی پڑھائی میں روک نہ پڑے اگر ایسے اچھے نمبروں والا طالب علم کالج میں آجاتا تھا تو کالج اس کا متکفل ہوجاتا تھا۔ کالج میں صرف نمبر پوچھے جاتے تھے عقیدہ نہیں پوچھا جاتا تھا۔ پھر ہم جیسے نکمے اور غریب طلبا بھی آجاتے تھے جو لاہور یا کسی دوسری جگہ کالج میں داخل ہونے کی مقدرت ہی نہیں رکھتے تھے کالج انہیں بھی سنبھال لیتا تھا وظیفہ دیتا تھا خیال رکھتا تھا ہاں یہ ضرور تھا کہ اگر وظیفہ وائے طلباء پڑھائی میں سست گامی دکھاتے تو نقصان اٹھاتے تھے کالج اپنی نوازشات کسی دوسرے ذہین طالب علم کی طرف پھیر دیتا تھا اور حق بجانب تھا۔ ایسا ہوتا ضرور تھا مگر الشاذ کالمعدوم کے حکم میں تھا یعنی نہ ہونے کے برابر۔

کالج کی دوسری روایت جس کا میں ذکر کرنے جارہا ہوں یہ تھی کہ اس ادارہ کا ہر استاد استاد تھا اور ہر طالب علم طالب علم۔ آپ کہیں گے یہ کیا بات ہوئی؟ ہر استاد استاد ہوتا ہے طالب علم طالب علم ہوتا ہے مگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دوسرے اداروں میں تو آپ کا استاد صرف وہ ہوتا تھا جس کا مضمون آپ نے پڑھا ہے یا جس نے آپ کو کچھ پڑھایا ہے مگر تعلیم الاسلام کالج میں ایسا نہیں تھا ہر وہ استاد جو آپ کی طالب علمی کے زمانے میں استاد تھا وہ استاد تھا اور آپ طالب علم۔ میں مثال دیتا ہوں اور یہ مثال ہمارے شرفاء کے معاشرہ کی مثال ہے۔ 1955ء کی بات ہے میں بزم اردو کا سیکرٹری تھا۔ ہمارے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک بار خاص طور سے مجھے بلایا اور فرمایا دیکھو میں کچھ دنوں کے لئے کراچی جارہا ہوں میری غیر حاضری میں میرے گورنمنٹ کالج کے زمانے کے ایک استاد بزم اردو کی تقریب میں کالج میں آرہے ہیں ان کا خاص خیال رکھنا۔ میں نے کہا بسروچشم۔ میں ان کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں ہونے دوں گا۔ میں نے پرنسپل صاحب کے ایک کلاس فیلو سے پوچھا کیا میاں صاحب کالج میں سائنس پڑھتے تھے؟ کہنے لگے نہیں۔ میں چپ ہوگیا اور سوچنے لگا کہ آپ سائنس پڑھتے نہیں تھے یہ کیسی شاگردی ہوئی؟ کسی دوسرے کام کے سلسلہ میں میں پرنسپل کے دفتر میں حاضر تھا۔ پرنسپل کے عزیزوں میں سے ایک طالب علم بھی موجود تھا پرنسپل صاحب اس کو سرزنش فرما رہے تھے ”تمہارا یہ کہنا کہ فلاں استاد تمہارا استاد نہیں کہ تم وہ مضمون نہیں پڑھتے بالکل غلط بات ہے جو بھی کالج کے سٹاف پر ہے وہ تمہارا استاد ہے اور لائق احترام۔ تم اس کی حکم عدولی نہیں کرسکتے۔ ابھی جاؤ اور اپنے استاد سے معافی مانگ کر آؤ۔“ وہ طالب علم سائنس کا طالب علم تھا اور جس استاد کا ذکر درمیان میں تھا وہ آرٹس کے کسی مضمون کے استاد تھے۔ کالج کی اس روایت کو میں اس لئے بھی بیان کررہا ہوں کہ اب زمانہ بدل گیا ہے ہمارے ہاں کی پرانی روایتیں پرانی سمجھ کر بھلائی جارہی ہیں کچھ مغربی معاشرہ کا اثر ہے مگر تعلیم الاسلام کالج کے طلبا کو یہ روایت یاد رکھنی چاہیئے۔ علی گڑھ کالج کی روایت بھی ایسی ہی تھی کہ اگر کسی علیگ کو مدتوں بعد کوئی ایسا استاد مل جاتا جو اس کے زمانہ یا کسی زمانے میں علی گڑھ کالج سے وابستہ رہا ہوتا تو وہ لوگ ان کے سامنے بچھ بچھ جاتے کہ یہ علی گڑھ کا استاد ہے اور ہم علی گڑھ کے طالب علم رہے ہیں۔ ہم تو اب تک کسی ایسے استاد کو جو ہماری طالب علمی کے زمانہ میں استاد تھا

استاد ہی کہتے اور سمجھتے ہیں اور اس میں اس استاد کی کوئی عزت افزائی نہیں خود اپنی عزت افزائی ہے۔ استاذی المحترم چوہدری محمد علی صاحب کو استاذی المحترم کہنے سے ان کی عزت نہیں بڑھتی خود ہماری عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نئے لوگوں کے لئے ایک بات کہہ دوں جب میں اورئینٹل کالج میں پڑھتا تھا تو برصغیر کے نامور عربی عالم علامہ عبد العزیز میمن لاہور تشریف لائے۔ ہمارے پرنسپل ڈاکٹر سید عبداللہ نے طلباء سے ان کا تعارف کرواتے ہوئے کہا بچو آج علامہ عبدالعزیز میمن سے مل لو کل اس بات پر فخر کیا کرو گے کہ ہم علامہ عبدالعزیز میمنی سے ملے ہیں اور ان کے ارشادات سنے ہیں۔ اب اسی قبیل کی ایک بات کہ استاذی المحترم چوہدری محمد علی صاحب جب پہلی بار سجاد ملک کے بلانے پر کینیڈا تشریف لائے تو وینکوور سے کالج کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والا پاکستان پولیس باسکٹ بال ٹیم کا ایک عیسائی کھلاڑی والیس (جسے عرف عام میں والی کہا جاتا تھا) اپنے بیٹے کو لے کر خاص طور پر ٹورانٹو آیا اور اپنے بیٹے کو چوہدری صاحب سے ملوایا۔ کہنے لگا بیٹے ان سے مل لو اور ان کی باتیں سن لو عمر بھر فخر کرتے رہو گے کہ میں نے چوہدری محمد علی صاحب کو دیکھا ہوا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ٹورانٹو میں ہی باسکٹ بال کا نامور کھلاڑی خالد تاج رہتا ہے جو جماعت احمدیہ سے وابستہ نہیں۔ چوہدری صاحب کے یہاں آنے پر جس بے قراری اور محبت سے وہ ان کے گرد گھومتا رہا کیا کوئی چاہنے والا اپنے محبوب کے گرد گھومے گا۔

میں نے کہا کالج میں کبھی ہڑتال نہیں ہوئی اور میں اس زمانہ کی بات کر رہا ہوں جب کالج کالج تھا۔ ایک بار صبح صبح اطلاع ملی کہ چنیوٹ کالج میں کسی مسئلہ پر ہڑتال ہوگئی ہے اور چنیوٹ کے طلبا ربوہ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں کہ یہاں کا کالج بھی بند کروا کر دم لیں گے۔ ہمیں یاد ہے اس روز استاذی المحترم میاں عطاء الرحمٰن پرنسپل کے طور پر کام کر رہے تھے۔ پرانے طلباء جانتے ہیں کہ ہمارا پہلا پیریڈ ہوتا تھا اور ہال میں ہوتا تھا اس انبوہ کثیر کی وجہ یہ تھی کہ اردو لازمی مضمون تھا اور ہر طالب علم کو بادل ناخواستہ پڑھنا پڑتا تھا۔ ابھی فرسٹ ایئر کا پہلا پیریڈ ختم ہونے میں چند منٹ تھے کہ قبلہ میاں عطاء الرحمٰن صاحب نے ہمیں متوجہ کر کے باہر بلایا اور فرمایا کہ اپنا پیریڈ جاری رکھیں دوسری کلاس بھی ساتھ ہی شامل کر لیں۔ اتنے میں سیکنڈ ایئر کے طلباء کا جم غفیر بھی آگیا اور ہال میں سما گیا ہماری کلاس جاری رہی۔ ہم نے نصاب کی کتاب تہہ کر کے رکھ دی اور جدید تر شاعروں کے خوب صورت شعر سنانا شروع کر دئے اور ہال واہ واہ سبحان اللہ کے نعروں سے گونجتا رہا۔ کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے پیغام بھجوایا کہ اب کلاس چھوڑ دیں۔ ہم نے ساڑھے سات سو لڑکوں کو ڈیڑھ دو گھنٹے تک کلاس میں پابند رکھا کوئی ہلہ گلہ ہوا نہ کسی کو احساس ہوا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہو گیا ہے۔ چوتھے پیریڈ کے بعد کالج کا کام معمول کے مطابق چلنے لگا۔ تب معلوم ہوا کہ اے سی نے چنیوٹ کالج کی ہڑتال کی خبر سن کر کالج کو متنبہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو پولیس کا انتظام کرنے کو تیار ہیں مگر کالج انتظامیہ نے کہا کوئی ضرورت نہیں ہمیں اپنے طلباء پر اعتماد ہے۔ ہم خود طلباء کو سنبھال لیں گے اور سنبھال لیا۔ یہ بات کہنے کی مجھے ضرورت نہیں کہ اس وقت چنیوٹ کے بیسیوں طالب علم کالج میں پڑھتے تھے اور کلاسوں میں موجود تھے۔ اور پولیس کالج کے احاطہ میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کرتی تھی۔ ہمارے کالج کا ماحول ہی ایسا تھا کہ طلباء کو بھول کر بھی کسی ہڑتال وڑتال کا خیال نہیں آتا تھا۔

یہاں ایک اور واقعہ سنا دوں۔ چنیوٹ کے اے سی میرے عزیز دوست جاوید محمود صاحب تھے جو بعد کو چیف سیکرٹری ہو کر ریٹائر ہوئے۔ میں کسی کام سے انہیں ملنے کو گیا۔ اس وقت ان کی عدالت میں کم و بیش دس ایسے وکلاء موجود تھے جو تعلیم الاسلام کالج میں میرے شاگرد رہ چکے تھے۔ میں عدالت میں داخل ہوا تو ایک کھلبلی سی پڑ گئی وکلا تعظیماً ایک طرف ہو گئے اور نہایت احترام سے مجھے آگے آ جانے کا کہنے لگے۔ جاوید محمود چونک کر کھڑے ہو گئے عدالت برخواست کر دی اور مجھے اپنے پرائیویٹ کمرہ میں بلا لیا کہنے لگے چنیوٹ کے وکلا آپ کے نیاز مند لگتے ہیں۔ میں نے کہا یہ سب میرے شاگرد ہیں اور ربوہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ چنیوٹ کا ہر پڑھا لکھا آدمی ربوہ کا پڑھا ہوا ہے۔

پھر آپ سب جانتے ہیں کہ کالج روئنگ میں اور باسکٹ بال میں ملک بھر میں جانا پہچانا جاتا تھا۔ روئنگ کے انچارج چوہدری محمد علی صاحب ہوتے تھے پھر برادرم چوہدری حمید احمد ہو گئے پھر ہمارے پروفیسر محمد اسلم صابر بھی روئنگ کے انچارج رہے۔ روئنگ میں بڑے بڑے تنومند کھلاڑی ہوتے تھے صحت مند توانا اور قوی الجثہ۔ روئنگ کے کھلاڑی پرنسپل صاحب کے بڑے قریبی ''رشتہ دار'' کہلاتے تھے وہ انہیں خوب حلوے اور دودھ اور سویا بین کھلا کھلا کر پالتے تھے بعض کھلاڑی تو ڈنڈے بھی کھا کر بے مزا نہیں ہوتے تھے یہ روئنگ والے کسی اور کو خاطر میں نہیں لاتے تھے آخر کئی سالوں کے چیمپئن جو تھے۔

پھر باسکٹ بال کا کھیل اپنے ڈاکٹر نصیر احمد خاں نے شروع کیا اور انتہا تک پہنچایا۔ کالج کے کھلاڑی پنجاب کی ٹیم بنکوں کی ٹیموں آرمی کی ٹیموں میں نمایاں گنے جانے لگے ربوہ باسکٹ بال کا مرکز بن گیا۔ نصیر احمد خاں صاحب کے بعد چوہدری محمد علی باسکٹ بال کے نگران بنے ان کے پرنسپل بن جانے کے بعد نوبت بایں جا رسید کہ ہم جیسے باسکٹ بال کے ''آؤٹ سٹینڈنگ کھلاڑی'' بھی باسکٹ بال کھلانے لگے۔ اس تلمیح کا بیان یوں ہے کہ دسویں قومی باسکٹ بال چیمپئن شپ کا میزبان سرگودھا ڈویژن کی جانب سے باسکٹ کلب اور کالج تھا۔ ہمارے ڈویژن کے کمشنر سید قاسم رضوی مرحوم بہ حیثیت کمشنر اس ٹورنامنٹ کے نگران تھے اور میں کالج کے ناصر باسکٹ بال کلب کا نگران ہونے کی وجہ سے منتظم۔ انتظامات کا معائنہ کرنے آئے تو بر سبیل تذکرہ مجھ سے پوچھنے لگے ڈاکٹر صاحب کیا آپ بھی باسکٹ بال کے کھلاڑی رہے ہیں؟ میں نے کہا ''جی سر! آؤٹ سٹینڈنگ کھلاڑی وہ جو باہر کھڑے ہوتے ہیں۔'' یہ تو کالج کے نام کی برکت تھی کہ ربوہ کا نام باسکٹ بال کے قومی حلقوں میں نمایاں رہا۔

کالج کی ایک روایت کھیل اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی بھی تھی۔ کالج کی ہاکی، فٹ بال کی ٹیمیں بھی نمایاں تھیں۔

روایتوں کا ذکر ہو رہا ہے ہماری ایک روایت یہ تھی کہ کالج میں تعلیمی سرگرمیوں کے علاوہ زائد از نصاب سرگرمیاں سارا سال جاری رہتیں۔ کبھی مباحثے ہو رہے ہیں کبھی مشاعرے کبھی کوئی عالم تقریر کو آ رہا ہے کبھی کوئی۔ کہیں مجلس ارشاد کے اجلاس ہیں کہیں یونین کے جلسے۔ غرض کوئی ہی ایسی شام تھی جو فارغ گزرتی ہو کوئی نہ کوئی ادبی یا علمی ہنگامہ برپا رہتا۔ ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ طلبا کی دلچسپی کا اور کوئی سامان شہر میں میسر نہیں تھا اور دوسری اور بڑی وجہ یہ تھی کہ طلباء کو زائد از نصاب سرگرمیوں میں رکھنا اساتذہ کے فرائض میں شامل تھا۔ دوسرے شہروں میں لوگ شاگردوں کو ٹیوشنوں میں مصروف رکھتے تھے ہمارے ہاں اس کا رواج نہیں تھا۔ غریب اور کمزور طلباء کو اساتذہ تیاری کروا دیتے تھے بعض ''امراء'' ٹیوشن بھی پڑھتے تھے مگر ان کی نسبت کالج کے طلباء کی تعداد کی نسبت سے بہت کم تھی۔ انگریزی اور سائنس کے مضامین میں البتہ بعض طلباء ٹیوشن ضرور رکھتے تھے مگر وہ عالم نہیں تھا کہ اساتذہ کالج میں تو پڑھاتے نہ ہوں اور گھروں پر ٹیوشن کی فیکٹریاں چلا رکھی ہوں۔ ہم ٹیوشن کے خلاف نہیں کیونکہ اس ٹیوشن ہی کی بدولت ہم ایم اے کرنے کے قابل ہوئے مگر کالج کے سٹاف پر آ جانے کے بعد ہم نے کبھی کوئی ٹیوشن نہیں پڑھائی۔ جس کو پڑھایا اور کئیوں کو پڑھایا بغیر کسی معاوضہ کے پڑھایا۔ ہمارے اساتذہ از بسکہ انجمن سے گزارہ الاؤنس پانے والے لوگ تھے اشد ضرورت کے وقت ٹیوشن پڑھاتے بھی ہوں گے مگر اس ٹیوشن پر انحصار ان کا وطیرہ نہیں تھا۔ وہ علم پھیلاتے تھے بیچتے نہیں تھے۔ ہمارے کالج کے اساتذہ کے پاس وقت نہیں تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اکثر اساتذہ کالج کے علاوہ جماعتی تنظیموں میں کام کرتے تھے۔ انصار اور خدام کی مرکزی تنظیموں کا رضا کارانہ کام ہمارے اساتذہ نے سنبھالا ہوا تھا۔ استاذی المحترم محبوب عالم خالد تو انصار اللہ کے قائد عمومی تھے۔ پروفیسر حبیب اللہ خاں مدتوں انصار اللہ کے قائد مال رہے اپنے چوہدری حمید اللہ صاحب تو سارا سال جلسہ سالانہ کا کام کرتے تھے۔ رشید غنی مرحوم بھی خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں خوب کام کرتے تھے پھر وہ وقت بھی آیا اور جو بات میں کہنے جا رہا ہوں وہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ حضرت پرنسپل صاحب صدر انجمن احمدیہ کے صدر مقرر ہوئے تو خالد صاحب ان کے ہمراہ صدر کے معتمد کے طور پر انجمن میں چلے گئے اور کالج میں اردو کی کلاسیں ایک طالب علم کے سپرد کر گئے وہ طالب علم میں تھا۔ میں سال چہارم کا طالب علم تھا اور اپنی کلاس کے علاوہ تھرڈ ایئر سیکنڈ ایئر کے طلباء کو بھی اردو پڑھاتا تھا۔

کالج میں اساتذہ اور طلباء کے مابین ایک محبت کا رشتہ قائم تھا اس محبت اور بے تکلفی کے اظہار کے لئے ہاسٹل کے سالانہ فنکشن میں ایک رات طلبا کو کھلی چھٹی دی جاتی تھی کہ وہ تہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے اساتذہ کے بارے میں اپنے اصلی جذبات کا اظہار کر لیں چنانچہ مختلف اساتذہ طلباء کی تنقید کا نشانہ بنتے قبلہ صوفی صاحب جرمانوں کی وجہ سے خاں صاحب کالج یونین کا انچارج ہونے کے ناتے اور ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب اپنی سائنس کی درسی کتابوں کی وجہ سے سعید اللہ خاں صاحب اپنی مرغیوں اور انڈوں کی وجہ سے اور حضرت پرنسپل صاحب اپنی کھڑکھڑاتی کار کی وجہ سے

کھڑکھڑ کردی بوئے اگوں لنگدی
ساڈے سجناں دی کار اے کالے رنگ دی

جب اس کار کا قصیدہ زیادہ ہی پڑھا جانے لگا تو قبلہ چوہدری محمد علی صاحب کو گماں گزرا کہ طلبا پرنسپل کی کار سے کچھ زیادہ ہی بے تکلف ہونے لگے ہیں تو انہوں نے حکم دیا کہ اب کے سالانہ فنکشن میں پرنسپل صاحب کی کار کے بارے میں کوئی آئیٹم نہیں ہوگا۔ از بسکہ یہ تمام کارروائی خفیہ رکھی جاتی تھیں مگر پرنسپل صاحب کو کہیں سے بھنک پڑ گئی کہ اب کے ان کی چہیتی کار کی خوبصورتی اور حسن و جمال اور خوش خرامی کا تذکرہ ممنوع کر دیا گیا ہے تو آپ نے چوہدری محمد علی صاحب کو پیغام بھیجا کہ اگر سالانہ فنکشن میں ان کی کار کا تذکرہ نہیں ہوگا تو وہ اس فنکشن میں نہیں آئیں گے۔ چنانچہ حسب معمول اس سال بھی پرنسپل صاحب کی

باقی صفحہ 6 پر

مکرم عزیز احمد طاہر صاحب

جرائم کی تفتیش کے نئے انداز

کچھ عرصہ پیشتر ترقی یافتہ ممالک میں جرائم کی تفتیش کے طریقہ کار کے بارہ میں علی ناصر زیدی کی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کتاب نہ صرف دلچسپ تھی بلکہ اس کے مطالعہ سے علم ہوا کہ جرائم کی تفتیش کے سلسلہ میں ایسے ایسے نشانات سے مدد لی جاتی ہے کہ مجرم کا بچ نکلنا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہوجاتا ہے۔ زیرنظر مضمون میں علی ناصر زیدی صاحب کی اسی کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس مضمون کا مطالعہ قارئین کے لئے نہ صرف دلچسپ بلکہ بے حد مفید بھی ثابت ہوگا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی تک ملزم سے سچ اگلوانے کا طریقہ محض جسمانی اذیت تھا۔ یہ طریقہ ایک لمبے عرصہ تک مغربی ممالک میں اختیار کیا جاتا رہا۔ لیکن ترقی یافتہ ممالک میں ایسے ادارے قائم ہوگئے ہیں۔ جو سائنسی معلومات اور سائنسی آلات کی مدد سے مجرم کو پکڑنے کی کوشش میں پولیس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور ایسے ثبوت فراہم کرتے ہیں جن کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ امریکہ میں سائنٹیفک ڈیٹکشن لیبارٹری 1930ء میں قائم کی گئی۔ یہ ادارہ اس قدر وسیع ہے کہ جرائم کی تفتیش کے لئے نئے نئے آلات ایجاد کررہا ہے۔ مثلاً بندوقوں کی شناخت اور ان میں استعمال ہونے والی گولیوں کی پہچان۔ انگلیوں کے نشانات۔ زہر کی شناخت خون آلود کپڑے کا خوردبین کے ذریعے مشاہدہ۔ جائے واردات پر موجود گرد بال اور خالی کارتوس وغیرہ کی مدد سے مجرم تک پہنچنا۔

اس کے علاوہ واشنگٹن میں شعبہ تحقیقات ڈویژن آف انویسٹی گیشن 1931ء میں قائم کیا گیا۔ اس ادارے نے بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ یہ ادارہ پولیس افسروں کو تربیت بھی دیتا ہے۔ ذیل میں ان مختلف طریقوں کا اختصار سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ جو جرائم کی تفتیش میں مدد دیتے ہیں۔

1۔انگلیوں کے نشانات

ہماری انگلیوں کے سروں پر جو نشانات ہوتے ہیں وہ ہر انسان کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں کسی بھی دو آدمیوں کے نشانات کا آپس میں ملنا ناممکن ہے۔ خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مردہ۔ حتیٰ کہ بیماری، عمر، آگ اور تیزاب سے بھی یہ نشان نہ تو مٹ سکتے ہیں اور نہ ہی تبدیل ہوسکتے ہیں۔ جرم کا ارتکاب کرنے والا شخص کسی نہ کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے چھوتا ہے اور یہ نشان کتنا ہی مدھم کیوں نہ ہو ماہرین جرائم اس نشان کی مدد سے مجرم کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ سائنس دانوں کی تحقیق کے مطابق چھ کروڑ چالیس لاکھ انسانوں میں مشکل سے یہ امکان ہے کہ ایک شخص کی انگلیوں کا نشان کسی دوسرے شخص کی انگلیوں کے نشان سے کسی حد تک مشابہ ہوجائے۔

ایک شخص نے ایک دکان میں نقب لگائی۔ تحقیق کے دوران ایک بوتل پر کسی شخص کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشان ملے۔ شک میں ایک شخص پکڑ کر گرفتار کیا گیا اور تحقیق کے دوران اس کے ہاتھ کی درمیانی انگلی کا نشان بوتل پر پائے جانے والے نشان سے بالکل مل گیا اور اسے سزا دی گئی۔

اس طرح اٹلی کا ایک شخص نیویارک میں آیا اور تین دن بعد ہڈی کے دستے والے خنجر سے اس کو ہلاک کردیا گیا۔ خنجر کے دستے پر انگلیوں کے نشان پائے گئے نشانات کا موازنہ پرانے مجرموں کے نشانات سے کیا گیا لیکن کوئی بھی نشان خنجر پر انگلیوں کے نشان سے مشابہ نہ تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مجرم کوئی نیا شخص ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے گھر کے تمام افراد اور وہ افراد جن سے مقتول اپنے قیام کے دوران ملا کرتا تھا کی انگلیوں کے نشانات لے کر موازنہ کیا گیا۔ چنانچہ ایک شخص کی انگلیوں کے نشانات خنجر کے دستے پر پائے جانے والے نشانات سے بالکل مل گئے اور اس پر فرد جرم عائد کردی گئی۔ اس طرح 1933ء میں موسم گرما میں ایک شخص نے شہر کی تقریباً چالیس دکانوں میں نقب لگائی۔ مجرم اس قدر ہوشیار تھا کہ کسی کے ہاتھ نہیں آتا تھا۔ پولیس نے تقریباً پانچ سو مشتبہ افراد کو گرفتار کیا ان میں 356واں آدمی وہ تھا جس کی انگلیوں کے نشان ان نشانوں سے مل گئے جو مختلف مکانوں سے حاصل ہوئے تھے چنانچہ اس شخص نے نہایت آسانی کے ساتھ اقبال جرم کرلیا۔

2۔گولیوں کے نشانات

جب کسی بندوق سے فائر کیا جاتا ہے اور گولی باہر نکلتی ہے تو گولی پر ایسے نشانات ثبت ہوجاتے ہیں جو کہ اس بندوق کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک ہی کارخانے کی تیار کردہ دو بندوقوں سے نکلی ہوئی گولیوں پر یہ نشانات مختلف ہوں گے۔ یہ نشان خوردبین کی مدد سے معلوم کرلئے جاتے ہیں۔ انگلیوں کے نشانات کی طرح یہ نشان بھی بڑے اہم ہوتے ہیں۔ ایک ہی کارخانے میں بنائی ہوئی پستول کی نالیوں کے اندر حلقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ خوردبین کے ذریعہ دیکھنے سے کچھ کچھ فرق ضرور ظاہر ہوجاتا ہے۔ بندوق یا پستول کی نالی کے اندر یہ حلقے اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ گولی نالی سے باہر نکلنے سے پہلے چکر کھائے اور اس کی رفتار میں اضافہ ہو۔ نالی کے اندر پائے جانے والے یہ حلقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے بندوق پرانی ہوتی ہے ان حلقوں کی بناوٹ بھی تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اسلحہ ساز کی تیار کردہ بندوق یا پستول کی نالی کے اندر حلقے دوسرے اسلحہ ساز کمپنی کی تیار کردہ بندوق یا پستول کی نالی کے حلقوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان حلقوں کے مشاہدہ سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ فائر کس قسم کی بندوق سے کیا گیا ہے اور یہ بندوق کتنی پرانی تھی۔ بعض کمپنیاں نالی کے اندر ایک بندوق میں تیرہ حلقے ڈالتی ہیں بعض بیس اور بعض پچیس پھر ان حلقوں کی بیلٹ میں بھی فرق ہوتا ہے۔

ایک بینک کے ایک ممتاز شخص کو سر میں گولی مار کر قتل کردیا گیا۔ مقتول کے سر سے پچکی ہوئی گولی برآمد ہوئی۔ اس پچکی ہوئی گولی کے علاوہ قاتل کی تلاش کے لئے اور کوئی نشان نہ تھا۔ ویٹ نے اس گولی پر تحقیق کی اور بتایا کہ یہ گولی ایک پرانی طرز کی یورپین بندوق سے چلائی گئی ہے۔ اس کے کارتوس میں سیاہ بارود استعمال کی گئی ہے۔ بندوق کی نالی فائر کے وقت اندر سے زنگ آلود تھی۔ اس بندوق کی نالی کے اندر ایک انچ میں چھ حلقے تھے جن کا خم دائیں طرف تھا۔ یہ بندوق 1895ء میں نکولس پیپر کمپنی نے تیار کی تھی۔ چنانچہ ان علامات کی مدد سے قاتل کو فوراً گرفتار کرلیا گیا۔ یہ تمام معلومات گولی کے اوپر پائے جانے والے چھ حلقوں کی مدد سے حاصل ہوئیں۔ گوڈرڈ اگرچہ ماہر طب تھا لیکن اسے اسلحہ پر تحقیق کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ دنیا میں کوئی دو بندوقیں ایسی نہیں ہیں جو اپنے کارتوسوں پر یکساں نشانات پیدا کرسکیں۔

1921ء میں اوریگون میں ایک قتل ہوا اور مقتول کے جسم کے پاس کچھ خالی کارتوس ملے۔ اس بندوق کی ڈاٹ میں کچھ نقص تھا جس کی وجہ سے یہ ہر کارتوس کے دھاتی حصے پر ایک خاص نشان ڈال دیتی تھی۔ چنانچہ ایک مشتبہ شخص کو گرفتار کیا گیا۔ اس کی بندوق کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی وہی نقص ہے جس کی وجہ سے کارتوس کے دھاتی حصے پر نشان پڑ جاتا تھا۔ چنانچہ اسے قتل کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا۔

شورہ بارود کا بنیادی جزو ہے۔ جب کوئی شخص فائر کرتا ہے تو شورے کے نہایت باریک ذرات اس کے ہاتھوں پر لگ جاتے ہیں۔ پیرافین کی مدد سے ہاتھوں پر شورے کے ذرات کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اس ٹیسٹ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ مقتول کو کسی نے قتل کیا ہے یا اس نے خودکشی کی ہے۔ پیرافین اس کے ہاتھوں پر لگائی جاتی ہے۔ اگر پیرافین پر سیاہ رنگ کے دھبے نمودار نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے خودکشی نہیں کی۔

3۔جعلسازی

اگرچہ جعلسازی کی متعدد اقسام ہیں لیکن دستاویزی جعل سازی عام ہے جعل سازی کا سدباب کرنے کے لئے 1810ء میں جرمنی میں پہلی بار سائنس کی مدد حاصل کی گئی۔ ایک تاریخی دستاویز کو جانچنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔ چنانچہ ایک شخص کی تجویز پر ایک تیز کیمیاوی محلول ڈالا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ روشنائی میں نیل شامل ہے۔

حالانکہ جس زمانے کی دستاویز ظاہر کی جارہی تھی اس زمانے میں روشنائی میں نیل استعمال نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح جعل سازی کو جان لینا کوئی مشکل نہیں رہا۔ مثلاً ایک متوفی شخص کے دور کے رشتہ دار نے 1912ء کا لکھا ہوا وصیت نامہ پیش کیا۔ اس میں یہ تحریر تھا کہ اس شخص کو ڈھائی لاکھ ڈالر کی مالیت کا ایک کارخانہ دے دیا جائے۔ جن لوگوں کی تحویل میں یہ کارخانہ تھا انہوں نے دستاویز پڑھنے والے ایک شخص کی خدمات حاصل کیں۔ دستاویز کے ماہر نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ جس کاغذ پر وصیت نامہ لکھا گیا ہے اس قسم کا کاغذ 1916ء سے پیشتر کبھی بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ اس کاغذ کا زمانہ 1917ء تا 1919ء ہے جبکہ وصیت نامے پر سن 12 درج تھا۔ اس سے جعل سازی ثابت ہوگئی۔

دستخطوں کے سلسلہ میں جعل سازی معلوم کرنا بھی اب مشکل نہیں رہا۔ ان دستخطوں میں روانی پائی جاتی ہے جبکہ جعل ساز جب جعلی دستخط کرتا ہے تو جابجا قلم لگاتا ہے۔ بار بار دستخطوں کو درست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح بعض جگہ روشنائی کے اوپر دوسری اور تیسری تہہ چڑھ جاتی ہے۔ اس احتیاط کے باعث وہ پھنس جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب پنسل سے جعلی دستخط کا نمونہ تیار کیا جاتا ہے اور اس نمونے کی مدد سے چیک پر دستخط کئے جاتے ہیں تو پنسل کے سرے کے ذرات چیک کے ساتھ چپک جاتے ہیں جن سے جعل سازی کی فوراً نشاندہی ہوجاتی ہے۔

دورِ حاضر میں طرز تحریر کو جانچنے کے لئے جدید ترین سائنسی آلات موجود ہیں جن کی مدد سے روشنائی کی عمر معلوم کی جاسکتی ہے۔ یعنی تحریر کتنا عرصہ پرانی ہے کس قلم سے لکھی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض لوگ دو دستخط قطعی طور پر ایک جیسے نہیں کرسکتے لیکن اس کے باوجود ان کے دستخطوں میں روانی پائی جاتی ہے جبکہ جعلساز کے دستخطوں پر

روانی نہیں پائی جاتی۔

ولیم ہک مین ایک اوباش جوان تھا جو بچوں کو اغوا کر کے ان کے والدین سے تاوان طلب کرتا اور اپنی تحریر کو بگاڑ بگاڑ کر بچوں کے والدین کو دھمکی آمیز خطوط لکھتا۔ لیکن جب اس کے خطوط کی جانچ پڑتال کی گئی تو فوراً پکڑا گیا۔ کیونکہ اس نے اعداد کو نہیں بدلا تھا اس کے خیال میں ہندسے تحریر کا حصہ نہیں ہوتے تھے۔ اس غلط فہمی کے باعث وہ پکڑا گیا۔

جعلسازی میں استعمال کی جانے والی روشنائی سے بھی جعل سازی کا علم ہوسکتا ہے۔ ہر روشنائی ایک خاص مدت گزرنے کے بعد اپنا رنگ تبدیل کرلیتی ہے۔ اسی مدت سے جعلسازی کا علم ہوجاتا ہے۔ ایک مرتبہ عدالت میں ایک ایسی دستاویز پیش کی گئی جس کے متعلق دعویٰ کیا گیا کہ وہ بیس سال پرانی ہے ماہر تحریر نے اس تحریر پر ایک کیمیاوی محلول ڈالا۔ روشنائی فوراً سارے کاغذ پر پھیل گئی۔ اس کے بعد ماہر نے کچھ پرانے چیک پیش کئے اس سیاہی سے لکھے گئے تھے جب ان پر وہی محلول ڈالا گیا تو کوئی فرق نہ پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چیکوں کی روشنائی پرانی تھی جبکہ اس دستاویز کی روشنائی کی عمر دو تین ہفتے سے زیادہ نہیں تھی اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ تحریر جعلی تھی۔

4۔زہر کی شناخت

کسی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے بھی متعدد اقسام کے زہر استعمال کئے جاتے ہیں۔ پرانے زمانے میں یہ معلوم کرنا بڑا مشکل تھا کہ کیا موت زہر سے واقع ہوئی ہے اور کس قسم کے زہر سے۔ لیکن آج کے سائنسی دور میں خوردبین اور کیمیاوی طریقوں سے زہر کی خفیف سی مقدار بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ ماہر سمیات یہ بھی بتادیتا ہے کہ مرنے والے نے خودکشی کی ہے یا دھوکے اور غلط فہمی سے کوئی زہریلی دوا پی لی ہے۔ یا کسی مجرم نے اپنے مفاد کے لئے اسے زہر دیا ہے۔ پرلے مورڈ کائی ایک دندان ساز تھا اس نے لالچ کی خاطر اپنے خسر کو مارنے کے لئے اس کے دانت بھرتے وقت اس میں زہر ملا دیا جس سے چند ہی گھنٹوں میں وہ شخص ہلاک ہوگیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوگیا کہ اس کے دانت میں زہر بھر گیا تھا۔ دندان ساز کو سزا ہوگئی۔

نیویارک میں زہروں کی شناخت کے لئے 1918ء میں ایک تجربہ گاہ قائم کی گئی۔ اس تجربہ گاہ میں کام کرنے والے ڈاکٹر نے تیس ہزار سے زائد لاشوں کا معائنہ کیا اور ان میں سے 2500 لاشوں کے متعلق ثابت ہوگیا کہ ان کی موت زہر سے واقع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر گیٹلر نے اپنی تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا کہ ناواقف لوگ عموماً سنکھیا استعمال کرتے ہیں۔ طبیب افیون کا جوہر یا کچلہ استعمال کرتے ہیں۔ عوام آیوڈین، سائی نائڈ اور کاربالک استعمال کرتے ہیں۔ خواب آور گولیاں بھی خودکشی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے تیزاب اور زہریلی گیسیں بھی قتل کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

ایک سڑک پر جلتی ہوئی موٹر کار پائی گئی جس میں ایک مردہ شخص پڑا ہوا ملا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت جل جانے سے ہوئی ہے لیکن لاش کا معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ شخص سائی نائڈ زہر کھانے سے مرا تھا اور آگ لگنے سے پہلے ہی مرچکا تھا۔ دراصل اس شخص نے اپنے خاندان کے مالی حالات بہتر بنانے کے لئے اپنی جان کی قربانی دی تھی تاکہ ورثاء کو بیمہ کی رقم حاصل ہوسکے اور زہر پینے کے بعد جلتی ہوئی گاڑی میں لیٹ گیا۔

5۔خون کا تجزیہ

مثل مشہور ہے کہ لہو پکارے گا آستیں کا۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے۔ ہتھیاروں پر پائے جانے والے ہر دھبے کو خون کا دھبہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر اگر خون کا دھبہ بھی ہو تو ضروری نہیں کہ انسانی خون کا دھبہ ہی ہو۔ یہ دھبہ جانور کے خون کا بھی ہوسکتا ہے اور کسی اور چیز کا بھی۔ خون کے دھبے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رنگ بھی تبدیل کر لیتے ہیں۔ مثلاً چاکلیٹ یا براؤن رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات سبز رنگ اور بے رنگ بھی ہوتے ہیں۔ دھبے کی حقیقت جاننے کے لئے بنزی ڈین اور ہائیڈروجن پرآکسائیڈ کا ایک قطرہ دھبے پر لگانے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دھبہ خون کا ہے یا کسی اور چیز کا۔ پانچ ہزار سال پرانے دھبے بھی اس ٹیسٹ کے ذریعے مشاہدہ کئے جاسکتے ہیں۔ اگر نشان مٹانے کے لئے دھبوں کو دھو بھی دیا جائے تو بنزی ڈین سے یہ دھبے پھر ابھر آتے ہیں۔

پنسلوانیا کے ایک جج نے ایک عورت کے گھر کی تلاشی لی جس کا شوہر گم ہوگیا تھا۔ وہ عورت پانی میں تیزاب ملا کر فرش دھو رہی تھی جج نے عورت سے اس عجیب وغریب صفائی کی وجہ پوچھی۔ عورت تسلی بخش جواب نہ دے سکی۔ جج نے فرش کی درزوں سے تھوڑی سی مٹی نکالی اور لیبارٹری بھیج دی۔ ٹیسٹ رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ مٹی میں خون شامل تھا جو اس کے شوہر کا تھا۔ وہ عورت اپنے شوہر کی قاتلہ تھی۔

نیویارک میں ایک شخص کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا جس کے تمام لباس پر خون کے دھبے تھے اس نے بتایا کہ یہ گائے کے خون کے دھبے ہیں کیونکہ وہ قصاب ہے اور گوشت لانے اور لے جانے کا کام کرتا ہے۔ اس کے کپڑے لیبارٹری میں بھیجے گے۔

رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ خون کے دھبے انسانی خون کے ہیں۔ وہ شخص قاتل تھا ہر جاندار کے سرخ جسیموں کی لمبائی مختلف ہوتی ہے۔ ان کی پیمائش سے معلوم ہوجاتا ہے کہ خون کے دھبے کس جاندار کے ہیں۔ اگرچہ خون کے دھبے سوکھ جانے سے سرخ جسیموں کی پیمائش مشکل ہوجاتی ہے لیکن دوسرے طریقوں سے پیمائش کی جاسکتی ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے جسم پر پائے جانے والے خون کے سرخ جسیموں کا قطر 13250/1 انچ تھا جس سے ثابت ہوگیا کہ یہ انسانی خون ہے۔

ماہر سائنسدان یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ کسی شخص کے کپڑوں یا جسم پر لگا ہوا خون خود اس شخص کا ہے یا کسی دوسرے انسان کا جس پر اس نے حملہ کیا ہے۔ وراثت کے مقدمات میں خون کی تشخیص سے بڑی مدد ملتی ہے کیونکہ ہر بچہ اپنے والدین سے وراثتاً ایسی چند خصوصیات حاصل کرتا ہے جن کی مدد سے شناخت کی جاسکتی ہے مجرم کی شناخت کے لئے لعاب دہن، پسینہ اور دیگر رطوبتوں سے بڑی مدد ملتی ہے۔

سپیکروسکوپ ایک ایسا آلہ ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ موت گیس کے زہر سے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک عورت اپنے بستر پر مردہ حالت میں ملی۔ پہلو میں اس کے بچہ بھی تھا گیس کمرے میں خارج ہو رہی تھی۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ عورت کی موت گیس سے واقع نہیں ہوئی جبکہ بچے کی موت زہریلی گیس سے ہوئی تھی۔ اس خاتون کے شوہر نے اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور کمرے میں گیس کھول کر دروازہ بند کردیا۔

ایک شخص نے اپنے تمام کپڑے اتار کر دوسرے شخص کو کلہاڑی سے قتل کر دیا اور اس کے بعد صابن سے اپنے جسم کو خوب دھویا لیکن اس کے پیر کے ناخنوں میں پھنسے ہوئے خون کے دھبوں نے مجرم کا انکشاف کر دیا گرد وغبار کے تجزیہ سے بھی مجرم کو پکڑنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مقتول کے قریب پائی جانے والی گرد میں اگر لکڑی کے بہت ننھے ننھے ذرات چھپے ہوئے ہوں تو معلوم ہوگا کہ مجرم کوئی ترکھان، لکڑہارا وغیرہ ہوگا۔ چند لوگوں پر جعلی سکے بنانے کا شک تھا۔ ویکیوم کلیز سے ان کے لباس کی گرد حاصل کی گئی جس میں سیسے کی آمیزش تھی۔ یہ دھات جعلی سکے بنانے میں استعمال ہوتی تھی اس طرح مجرم پکڑے گئے۔ گرد کو محفوظ کرنے کے لئے ناخن اہم کردار انجام دیتے ہیں۔ حلوائی کے ناخنوں کے نیچے شکر کی کچھ نہ کچھ مقدار ضرور دستیاب ہوگی۔ اس طرح آتش بازی بنانے والے افراد کے ناخنوں کے ساتھ ان اشیاء مثلاً شورہ گندھک وغیرہ کی مقدار ضرور ملے گی جو آتش بازی میں استعمال ہوتی ہیں۔ اس طرح گرد کے ذرات کان کے ساتھ بھی چمٹے ہوتے ہیں۔ کتنی بھی صفائی کیوں نہ کی جائے گرد کی کچھ نہ کچھ مقدار کان سے ضرور حاصل ہو جائے گی۔ مجرم کے جوتوں سے ملنے والی مٹی کے تجزیہ سے جرم کے انکشاف میں بڑی مدد ملتی ہے۔ جوتوں کی گرد کے تجزیہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مجرم جرم کا ارتکاب کرنے کے لئے کن کن علاقوں میں گیا۔

جھوٹ سچ کی تمیز کرنے کے لیے بھی ایک آلہ استعمال ہوتا ہے جسے سائیکو گیلوانو میٹر کہتے ہیں۔ جب مجرم سے کوئی مشکل سوال پوچھا جاتا ہے تو افشائے راز کے خوف کے نتیجہ میں اس کے جسم سے بعض رطوبتیں خارج ہونے لگتی ہیں مثلاً ہتھیلیوں پر پسینہ نمودار ہوتا ہے اور یہ آلہ اس کو شناخت کر لیتا ہے اور مجرم پکڑا جاتا ہے اس کے ساتھ دو اور آلات بھی استعمال ہو رہے ہیں جن کو نیوموگراف اور اوسٹیوگراف کہتے ہیں۔ جب ملزم سے سوالات پوچھے جاتے ہیں تو یہ آلہ اس کے تنفس کی رفتار کو ظاہر کرتا ہے۔ جرم کے انکشاف کے خوف سے اس کے تنفس کی رفتار تیز ہوجاتی ہے اور مجرم پکڑا جاتا ہے۔

سچ اگلوانے کے لئے ایک اور طریقہ جو اختیار کیا جاتا ہے وہ سکوپولیمن ہے یہ ایک دوا ہے جو ایک پودے سے حاصل کی جاتی ہے یہ دوا دماغ کے مزاحمت کرنے والے حصہ پر قابض ہو جاتی ہے اور مجرم حقیقت کو چھپانے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ یہ دوا انجکشن کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ الغرض ان متعدد سائنسی آلات اور طریقوں سے مجرم تک نہایت آسانی سے پہنچا جاسکتا ہے اور ان طریقوں اور آلات میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور مجرم کے لئے جرم چھپانا بہت مشکل ہوگیا ہے۔

6۔D.N.A ٹیسٹ

آج کل ڈی این اے ٹیسٹ کی مدد سے جرائم کی تفتیش میں بڑی مدد ملی ہے۔

بقیہ صفحہ 4 تعلیم الاسلام کالج

چہیتی کار طلبا کی پھبتیوں کا تختۂ مشق بنی۔ اس کے بعد تو پرنسپل صاحب خلافت کے مرتبہ پر سرفراز ہو گئے پھر ان کی کار کو کون کچھ کہتا؟ وہ کار سنا ہے قصر خلافت کے گیراج میں کھڑی کھڑی اسی غم میں گھل گھل کر گل گئی کہ اب مجھ پر کوئی پھبتی بھی نہیں کہتا۔

تھی وہ اک شخص کے تصور سے
اب وہ رعنائیٔ خیال کہاں؟

اگر آپ نے میری معروضات کو از راہ مجبوری سنا ہے جیسے اردو لازمی ہونے کی وجہ سے سنا کرتے تھے تو مجھے آپ سے ہمدردی ہے اور اگر دلچسپی سے سماعت فرمایا ہے تو میں آپ کے ذوق کی داد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آمین۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب واقف زندگی دارالصدر غربی قمر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ بشریٰ خالدہ مرزا صاحبہ مورخہ 7/اکتوبر 2013ء کو چندہ ماہ کی علالت کے بعد قریباً 62 سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال میں وفات پاگئیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ اسی دن آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عصر بیت القمر دارالصدر غربی میں محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کروائی۔ آپ کی بیماری کی تشخیص کافی دیر سے ہوئی۔ آپ نے اپنی بیماری کا سارا وقت بڑے ہمت اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ نے کراچی میں بیت الحمد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ تمام چندے اول وقت میں ادا کرتی تھیں۔ بیماری کے آخری ایام میں ورثاء کی باہمی رضامندی سے اپنا رہائشی مکان دارالصدر غربی قمر بھی جماعت کو دے دیا۔ اپنے مرحوم عزیزوں کی طرف سے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندے بھی باقاعدگی سے اور اضافہ کے ساتھ ادا کرتی تھیں۔ نیز اپنے عزیزوں کی بھی حتی المقدور مدد کرتی تھیں۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ دو بھائی مکرم میاں منیر احمد صاحب ربوہ، مکرم میاں رشید احمد صاحب کنری ضلع عمرکوٹ، دو ہمشیرگان مکرمہ عذرا بصیر صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالبصیر خاں صاحب ربوہ اور مکرمہ ثمینہ الیاس صاحبہ اہلیہ مکرم رانا محمد الیاس صاحب جرمنی چھوڑی ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالرشید خاور صاحب سیکرٹری مال حلقہ امیر پارک گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم حکیم غلام رسول قریشی صاحب ولد حضرت حکیم فضل دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود مورخہ 14/اپریل 2013ء کو بقضائے الٰہی بعمر 97 سال وفات پاگئے۔ ان کی نماز جنازہ مکرم افتخار احمد ملہی صاحب امیر ضلع گوجرانوالہ نے بیت الہدیٰ امیر پارک میں پڑھائی۔ مرحوم ابتدائی موصیان میں سے تھے۔ ربوہ میں بیت المبارک میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ والد صاحب کی طویل زندگی جماعت کے ساتھ عشق و اطاعت سے لبریز تھی۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود اور خلفاء اور جماعتی کتب ورسائل کا اور دعوت الی اللہ کا شوق تھا۔ کئی قابل ذکر پھل بھی حاصل کئے۔ خدمت خلق کا جذبہ اس قدر تھا کہ حکمت کے ذریعہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے رہے لیکن اس کو پیشہ نہ بنایا۔ بہت زیادہ ضعیف ہوجانے کے باوجود وقف عارضی کا شوق تھا اور اکثر منڈیکے گورائیہ ڈیوٹی لگوا لیتے۔ مرحوم بہت زیادہ کمزوری کے باوجود نماز باجماعت ادا کرتے۔ وفات سے دو ماہ قبل گرنے کی وجہ سے چوٹ لگ گئی جو وفات کا باعث بنی۔ گرنے سے ایک روز قبل جمعۃ المبارک میں حاضر ہوکر مجلس انتخاب کے طویل عمل میں حصہ لیا۔ قادیان میں بطور درویش خدمت کی سعادت پائی اور حضرت مصلح موعود کے لباس کی سلائی کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ نیز فرقان فورس میں بھی خدمت کی سعادت پائی۔ پسماندگان میں تین بیٹے مکرم عبدالعزیز قمر صاحب ناظم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ شرقی، خاکسار، مکرم عبدالحمید خالد صاحب زعیم مجلس انصاراللہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ، ایک بیٹی مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ بیوہ مکرم مرزا محمد امین صاحب شہید سانحہ لاہور، دو ہمشیرگان محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب دارالصدر غربی ربوہ اور محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم احمد علی سراج صاحب لاہور چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی ہمشیرگان بیمار ہیں ان کی صحت وسلامتی کیلئے درخواست دعا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت خادم بیت الذکر

بیت المہدی گولبازار ربوہ کے لئے خادم بیت الذکر کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات صدر محلّہ کی تصدیق کے ساتھ درخواست بھجوادیں۔

(صدر محلّہ دارالصدر جنوبی ربوہ)

میڈیکل کیمپ

(ایلڈوریٹ کینیا)

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (واقف ڈاکٹر) انچارج احمدیہ کلینک کسوموں کینیا نے اطلاع دی ہے کہ مورخہ 6-اکتوبر 2013ء کو احمدیہ بیت الذکر Eldoret میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جو ساڑھے چار گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کیمپ سے 37 مرد وخواتین اور بچوں نے استفادہ کیا۔ اس میڈیکل کیمپ میں ایک پادری بھی تشریف لائے۔ مکرم محمد افضل صاحب مربی سلسلہ اور ان کے درمیان مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ جس میں انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ مستقبل میں مزید میڈیکل کیمپس لگانے کا پروگرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے تمام ڈاکٹر صاحبان کے دست شفاء میں بہت برکت دے اور انہیں محض للہ انسانیت کی بھرپور خدمت کی توفیق دے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ایاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میری نانی جان مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد رفیق صاحب نمبردار چک 565 گ ب ضلع فیصل آباد مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم سلطان علی صاحب دارالیمن وسطی حمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے مکرم شاہد محمود صاحب لندن ولد مکرم محمد اسلم صاحب بیمار ہیں۔

نیز ان کے والد صاحب کو شوگر اور بازو میں درد ہے۔ اور کمزوری بہت ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

پاکستان ایئر فورس نے ایروٹریڈز/ پرووسٹ ٹریڈ، جی سی/ پی ایف اینڈ ڈی۔ آئی/ ایم ٹی ڈی اور سپورٹس کے شعبہ میں بھرتیوں کا اعلان کر دیا ہے۔ PAF میں شمولیت کے خواہشمند احباب آن لائن رجسٹریشن کیلئے وزٹ کریں۔ www.joinpaf.gov.pk

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

سگما ریفریجریشن پرائیویٹ لمیٹڈ کو اپنے آفٹر سیلز سروس ڈیپارٹمنٹ لاہور کیلئے سروس مینیجر کی ضرورت ہے۔

ایک کاسمیٹک کمپنی کو کوالٹی کنٹرولر/ لیب انچارج کی خالی آسامی کیلئے 2 سے 3 سالہ تجربہ کار اور ایم ایس سی (آرگینک/ اینالیٹیکل کیمسٹری) کی ضرورت ہے۔

اپلائیڈ اکنامکس ریسرچ سینٹر کو ریسرچ پروفیسر، سینئر ریسرچ اکنامسٹ/ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ریسرچ اکنامسٹ/ اسسٹنٹ پروفیسر، سٹاف اکنامسٹ/لیکچرار، ریسرچ اسسٹنٹ، مینیجر ایڈمنسٹریشن، مینیجر پبلیکیشنز، مینیجر ڈیٹا پروسیسنگ، گریجوایٹ پروگرام آفیسر اور پرسنل اسسٹنٹ (P.A) ٹو ڈائریکٹر کی خالی آسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

ایک اچھی شہرت کی حامل ملز کو سیکیورٹی آفیسر کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جو عسکری اداروں سے بحیثیت جونیئر کمیشنڈ آفیسر ریٹائرڈ ہوں یا اسی اہلیت کے حامل دیگر اداروں سے ریٹائرڈ ہوں، اپنے کوائف اور جس پوسٹ کیلئے اپلائی کررہے ہیں اس کا نام لکھ کر اس ایڈریس پر ای میل کریں۔

nstsaa@yahoo.com

jobs@sanat-o-tijarat.org

نوٹ: اشتہار نمبر 1 تا 4 کی تفصیل کیلئے 20/اکتوبر 2013ء کا اخبار روزنامہ جنگ ملاحظہ فرمائیں۔ (نظارت صنعت وتجارت)

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع سیالکوٹ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت وارا کین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران واحباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 15،20 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

4 نومبر 2013ء

12:30 am ریئل ٹاک
1:35 am فوڈ فار تھاٹ
2:25 am Farnborough Museum ایک دستاویزی پروگرام
2:55 am خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء
4:10 am سوال و جواب
5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم
5:35 am یسرنا القرآن
6:00 am گلشن وقف نو
7:05 am فوڈ فار تھاٹ
7:45 am خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء
8:55 am ریئل ٹاک
10:00 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم
11:35 am الترتیل
12:05 pm حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
12:50 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:25 pm رفقائے احمد
2:00 pm فرنچ پروگرام 14 مارچ 1999ء
3:05 pm خطبہ جمعہ 16 اگست 2013ء (انڈونیشین ترجمہ)
4:10 pm بک فیئر: جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے
5:00 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm الترتیل
6:00 pm خطبہ جمعہ 11 جنوری 2008ء
7:15 pm بنگلہ پروگرام
8:20 pm بک فیئر
9:20 pm راہ ہدیٰ
10:30 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:25 pm حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

5 نومبر 2013ء

12:30 am ریئل ٹاک
1:30 am راہ ہدیٰ
3:05 am خطبہ جمعہ 11 جنوری 2008ء
4:20 am بک فیئر
5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم
5:35 am الترتیل
6:15 am حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
7:10 am کڈز ٹائم
7:45 am خطبہ جمعہ 11 جنوری 2008ء
9:00 am بک فیئر
9:35 am سیرت حضرت مسیح موعود
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am یسرنا القرآن
12:00 pm گلشن وقف نو خدام الاحمدیہ وینکوور 20 مئی 2013ء
1:30 pm آسٹریلین سروس
2:05 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء
5:05 pm تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm یسرنا القرآن
6:00 pm ریئل ٹاک
7:00 pm بنگلہ پروگرام
8:00 pm سپینش سروس
8:35 pm قرآن کوئیز
9:30 pm غزوات النبیؐ
10:30 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm گلشن وقف نو خدام الاحمدیہ

6 نومبر 2013ء

12:40 am خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء (عربی ترجمہ)
1:40 am نور مصطفویؐ
2:00 am جمہوریت سے انتہا پسندی تک
3:00 am غزوات النبیؐ
4:00 am سوال و جواب سیشن
5:00 am عالمی خبریں
5:15 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am یسرنا القرآن
6:15 am گلشن وقف نو خدام الاحمدیہ
7:35 am ہماری تعلیم
8:00 am آسٹریلین سروس
8:30 am نور مصطفویؐ
8:55 am غزوات النبیؐ
9:55 am لقاء مع العرب
11:05 am تلاوت قرآن کریم
11:30 am الترتیل
12:00 pm خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع 27 ستمبر 2009ء
1:00 pm ریئل ٹاک
2:00 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm سواحیلی سروس
5:05 pm تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:30 pm الترتیل
6:00 pm خطبہ جمعہ 28 دسمبر 2007ء
7:00 pm بنگلہ سروس
8:00 pm دینی و فقہی مسائل
8:40 pm محرم الحرام کے بارے میں ایک مذاکرہ
9:45 pm فیتھ میٹرز
10:40 pm الترتیل
11:10 pm عالمی خبریں
11:30 pm خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع

☆............☆............☆

ربوہ میں طلوع وغروب 25۔اکتوبر

طلوع فجر	4:56
طلوع آفتاب	6:16
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:28

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

25؍اکتوبر 2013ء

6:15 am ہاؤس آف پارلیمنٹ میں استقبالیہ 11 جون 2013ء
7:00 am خطبہ جمعہ Live
1:20 pm راہ ہدیٰ
4:00 pm دینی و فقہی مسائل
5:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍اکتوبر 2013ء
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍اکتوبر 2013ء

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

گرینڈ اوپننگ ونٹر کولیکشن
وردہ فیبرکس
قادیان جانے والے احباب کیلئے خصوصی رعایت کی جائے گی
کاٹن، اتحاد، کاٹن فردوس، کاٹن سٹار، ہلکی کھدر، وول مرینہ، پرنٹڈ لیلن 3P بوتیک شرٹ، شرٹ پیس، نیز سردیوں کی مکمل ورائٹی آ گئی ہے۔ نئے ڈیزائن اور کھلتے ہوئے کلر
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک (دکان گلی کے اندر ہے)
0333-6711362, 047-6213883

FR-10

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
اٹھوال فیبرکس
جرمن لیلن، کھدر، کاٹن اتحاد 4P,3P، عجوہ کاٹن حبیب لیلن، بے بی پرنٹ کاٹن، لیلن شرٹیں نیز میچنگ کی تمام ورائٹی چیلنج ریٹ کے ساتھ
اعجاز احمد طاہر اٹھوال: 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ پاکستان

مکان برائے فروخت
1 عدد مکان دارالرحمت شرقی الف نزد اقصیٰ چوک ربوہ برائے فروخت ہے۔
047-6212034, 0300-7992321

Skylite Institute of Information Technology
(Educating People For Future)
کمپیوٹر ڈپلومہ
سکائی لائٹ انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام کمپیوٹر شارٹ کورسز / ڈپلومہ کورسز کا آغاز ہو چکا ہے
کمپیوٹر بیسکس دورانیہ 1 ماہ
مائیکروسافٹ آفس دورانیہ 2 ماہ
گرافکس ڈیزائننگ دورانیہ 2 ماہ
ویب ڈیویلپمنٹ دورانیہ 3 ماہ
اردو ان پیج دورانیہ 1 ماہ
کامیاب طلباء کے لئے Skylite Communications میں جاب کرنے کے شاندار مواقع
نظارت تعلیم سے منظور شدہ، UPS اور جنریٹر کی سہولت، ائیرکنڈیشنڈ کلاس رومز، کوالیفائیڈ ٹیچرز
4/14. 2nd Floor, Gole Bazar Rabwah, PH: 047-6211002